رقص وسرود شریعت کی نظر میں

علامہ محمد ابوالخیر اَسدیؔ

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	رقص وسروداور قانون فطرت	۲	شواہد التفسیر
۳	رقص وسرود کے تاثرات	۴	رقص وسرود کے بانی کون تھے
۵	باجوں کے موجد	۶	ناچ کے موجد کون تھے
۷	زندیقوں کی اسلام دشمنی	۸	گانا بجانا ایک منحوس فن
۹	ایک بدترین منحوس واقعہ	۱۰	ناچ گانے میں شیطانی تصرف اوراس کے منفی اثرات
۱۱	ڈارون کا نظریۂ ارتقاء	۱۲	رقص وسروداور احادیث
۱۳	دواحمق آوازیں	۱۴	دوملعون آوازیں
۱۵	راگ گانے والا اور سننے والا دونوں ملعون ہیں	۱۶	گانا بجانا سے خسف کا عذاب
۱۷	بانسری کی آواز	۱۸	ناقص صوفی اور رقص وسرود
۱۹	ٹیلی ویژن کے مہلک اثرات	۲۰	فلم بینی اورفحاشی
۲۱	فلم بینی اوراستلذ اذ بالشل	۲۲	فلمی ڈراموں کے اثرات
۳۲	فلموں کے حیاسوز مناظر	۲۴	قحبہ خانے اور تھیٹر
۲۵	تباہی کے تین خطرناک اسباب	۲۶	ناچ رنگ اور طالبات

رقص وسروداور قانونِ فطرت:

وَالَّذِیْنَ لاَ یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْ ابِاللَّغْوِ مَرُّوْ اکِرَاماً

ترجمہ: اوروہ لوگ (جو مسلمان ہیں) گانے بجانے کی مجالس میں شامل نہیں ہوتے اور جب کھیل تماشا کے مقام سے گزرتے ہیں تو پورے وقار سے (علیحدہ ہوکر) گزر جاتے ہیں۔

شواهد التفسير

قال محمد بن الحنفية الزور هما الغناء وقاله ليث عن مجاهد وقال الكلبي لا يحضرون المجالس الباطل واللغو في اللغة كل ما يلغي ويطرح والمعنى اكرموا انفوسهم ان يقفوا اليه. والزور يقال على الكلام الباطل وعلى العمل الباطل والغناء من اعظم الزور. (اغاثة اللهفان ، لابن قیمؒ ص ۳۰)

حرفِ اوّل: موسیقی (Music) یہ ایک سریانی لفظ ہے۔ جب کسی راگ کو مخصوص قواعد کے تحت گایا جاتا ہے اسے اہل فن موسیقی کہتے ہیں یہ فن ابتداء میں ایک انتشار کی صورت میں تھا اور اس کے بانی بھی مختلف تھے۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں:۔
اس فن کو سب سے پہلے جس نے ایک جگہ جمع کر کے ایک نفیس ترتیب سے مدوّن کیا ہے وہ حکیم فیثا غورث تھا۔ (ذیل التذکرہ انطا کی ص ۳۴)
حسنِ صوت (اچھی آواز) تو انسان کی فطرت میں ابتداء ہی سے ایک وہبی عطیہ ہے۔ لیکن ابتداء میں یہ راگ کی ہر کثیف آلائش سے پاک تھا اس کے لئے نہ کوئی خاص فن مرتّب تھا اور نہ اس کے اظہار کیلئے آلات طرب وضع کیے گئے تھے بلکہ جب کسی انسان کو ٹھیس لگتی یا کوئی فرحت محسوس ہوتی تو وہ اپنے جذبات کو حسنِ صَوت میں استعمال کر کے اطمینان حاصل کر لیتا تھا، جب تک حسنِ صَوت کا استعمال اظہارِ جذبات تک محدود رہا کسی نبی کی شریعت میں اسے حرام نہیں کیا گیا، لیکن جب اسے موسیقی کے وضع کردہ قواعد میں ڈھالا گیا اور ساتھ ہی آلات طرب کی دھنوں کو ملا دیا گیا یعنی حسن صوت کے حقائق مسخ کر کے اسے ہوائے نفسانی میں استعمال کرنے لگے تو اب اس شراب دو آتشہ کو اس کے ضرر کے تحت شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے، انگور جو ایک لذیذ ثمر ہے اسے آپ خواہ تر و تازہ کھائیں یا خشک کر کے مویز کی صورت میں استعمال کریں اسکا استعمال آپ کے بدن میں ہر طرح مفید رہے گا لیکن آپ اگر اس کو ایک خاص صورت میں تغیر کر کے شراب بنالیں تو ان انگوروں کا نچوڑ ایک فاسد مادہ میں تبدیل ہو جائے گا جو انسان کی عقل و صحت کے لئے بے حد مضر ہے۔ اب شراب کو طبی لحاظ سے مضر اور شرعاً حرام کہا گیا ہے وہ اس لیے نہیں کہ انگور کا ثمر مضر یا حرام ہے بلکہ اسکی صورت متغیرہ کو جسے شراب کہتے ہیں حرام اور مضر قرار دے دیا اسی طرح حسنِ صوت (اچھی آواز) فی نفسہ بری چیز نہیں ہے بلکہ اسکی صورت فاسدہ کو جسے موسیقی اور آلات طرب کے ساتھ ڈھال دیا گیا ہے شرعاً و عقلاً مضر قرار دیا گیا ہے۔

اس میکدہ سے اس لیے ڈرتے ہیں بادہ نوش
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں!

رقص و سرود کے تاثرات: محدث ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:۔ راگ سننے میں چند باتیں جمع ہوتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ راگ سے اس کا دل عظمت خداوندی میں تدبّر کرنے سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ وہ لذت شہوانیہ کو ابھارتا ہے جن میں سب سے بڑی شہوت عورت کے ساتھ اتصال ہے جتنی مرتبہ راگ سنتا ہے

اتنی مرتبہ اس کے دل میں ایک نئی اُمنگ ابھرتی ہے کہ کاش کوئی حسین وجمیل عورت ملے! ایسے تقاضے حلال کی صورت میں تو مفقود ہیں کہ اسے ہر بار ایک نئی عورت ملتی رہے پھر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس پر زنا کا دروازہ کھول دیتا ہے جس میں وہ لذت شہوانیہ کے تحت اپنی دنیا اور عاقبت بھی برباد کرلیتا ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ راگ عقل پر بھی حملہ کرتا ہے ا۔آپ نے دیکھا ہوگا جب کوئی راگ سنتا ہے اس کی طبیعت میں طرب ونشاط پیدا ہو جاتا ہے تو باوجود عقل وہوش کے اس سے ایسی حرکتیں صادر ہونے لگتی ہیں جو دیوانوں سے مشابہت رکھتی ہیں مثلاً سر ہلانا، ہاتھ سے تالی بجانا، پاؤں کو حرکت دینا، سامنے پڑی ہوئی چیز پر دُھن سے ہاتھ مارنا، سسکتے ہوئے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھنا، ٹھنڈے ٹھنڈے سانس لینا۔ اگرچہ آواز بھدّی ہی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ مل کر رُوں راں کرنا۔ اعضائے مخصوصہ میں ارتعاش کا پیدا ہونا کسی کی تصور میں ڈوب جانا، اہم یاداشت کا بھول جانا وغیرہ۔ ان تمام حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عقل میں کچھ تغیر آچکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح شراب عقل کو مغلوب کرلیتی ہے اسی طرح راگ بھی عقل پر پورا اثر رکھتا ہے۔ اس پر یہ قول بھی شاہد ہے

'الغناء رقية الزناء'' ترجمہ:''راگ زنا کا منتر ہے۔'' (تلبیس ابلیس ص ۲۹۱، ص ۳۰۵)

امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:''عورت اور مرد کے جنسی جذبات پر راگ ایسا اثر کرتا ہے جیسے آگ پر تیل ڈال دیا جائے۔''

آپ نے دیکھا ہوگا:''کم من حرة صارت من البغايا و كم من غيور تبدل به اسما قبيحا من البرايا.''(اغاثة اللهفان ص ۱۳۲)

ترجمہ: بہت سی شریف زادیاں راگ کی وجہ سے زانیہ بن چکی ہیں اور بہت سے غیور خاندان اس کی وجہ سے بے حیا قوموں کے ناموں سے مشہور ہو چکے ہیں۔

ابن ولید نے اپنی قوم کو نصیحت کی تھی:''ايا كم و الغناء فانه ينقص الحياء ايزيد فى الشهوة ويهدمالمرئوة وانه يتوب من الخمر.'' (اغاثة اللهفان ص ۱۳۲)

ترجمہ: اے میری قوم! راگ سے بچتے رہنا کیونکہ یہ حیا کو کم کرتا یعنی بے حیا بنا دیتا ہے خواہشات نفسانیہ کو بڑھاتا ہے۔ عزت ووقار کو مٹاتا ہے جس طرح شراب اثر کرتی ہے یہ راگ بھی انسان پر ویسے اثر دکھاتا ہے۔

بعض ناقص العقل کہتے ہیں کہ راگ سے اُلجھی ہوئی طبیعت کو سکون میسر ہوتا ہے اور دل کے غموں کا مداوی ہو جاتا ہے یہ ایک نفسانی جواب ہے۔ نفسیات کے ماہر اس کا انکار کرتے ہیں۔ مشہور فلاسفر گوش لکھتے ہیں:

''فن شاعری اور موسیقی کو روحانیت سے منسوب نہیں کیا جاسکتا یعنی ان فنون سے قلبی طمانیت کا بالکل علاج نہیں ہوسکتا بلکہ ان کا تعلق روحانیت اور طمانیت سے اس قدر ہے جس قدر کہ فلسفہ یا سائنس کا۔ (فنون لطیفہ اور روحانیت ص ۶۱)

ہجر کی رات کاٹنے والو
کیا کرو گے اگر سحر نہ ہوئی

رقص وسرود کے بانی کون تھے:

رقص وسرود کا بانی اوّل:　دنیا میں جس قدر بھی معصیت اور شر کا ظہور ہو رہا ہے ان سب کا معلم اوّل اور قطب فتن صرف ابلیس ہی ہے۔ تعلیم اس کے وجود سے ہوتی ہے اور ظہور انسان کے وجود سے ہوتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے: ''كان ابليس اوّل من تغني .''(مدخل الشرع ج۳ص ۱۰۲ ،سنن الهدیے ص ۵۶۸)

ترجمہ: سب سے اوّل جس نے اس دنیا میں بین کئے اور راگ کے ساتھ گانا گایا وہ ابلیس ہے۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں جب شیطان ملعون ہو کر آسمان سے نیچے اُتر آیا۔ تو کہنے لگا اے خدا تو نے مجھے ملعون تو بنادیا ہے آپ یہ بتائیں دنیا میں میرا علم کون سا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تیرا علم جادو ہوگا۔

پھر کہنے لگا، میری پسندیدہ آواز کون سی ہوگی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، گانا بجانا۔

پھر کہنے لگا میرا پسندیدہ مشروب کون سا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز تیرا مشروب ہوگا۔ (مدخل الشرع ص ۱۰۴)

باجوں کے مُوجد:

حضرت ابو جعفر طبری لکھتے ہیں سب سے پہلے جس نے بجنے والے آلات تیار کیے تھے اسکا نام ثوبال تھا۔ یہ بے دین قابیل کی نسل سے تھا اور جس نے بانسری اور طبل اور عود ایجاد کیے ہیں اسکا نام مہلائیل بن قینان تھا یہ بھی ثوبال کا ہم عصر تھا۔ اسطرح قابیل کی اکثر نسل گانے بجانے کے پیشہ میں مصروف ہوگئی، پھر یہ رسم چلتے چلتے شیث علیہ السلام کی قوم میں پھیل گئی۔ اسی طرح یہ باجوں کا فتنہ ابنائے آدم میں زور پکڑ گیا۔ (تلبیس ابلیس ص ۲۹۱)

ناچ کے مُوجد کون تھے:

امام ابن الحاج اپنی مشہور کتاب ''مدخل'' میں لکھتے ہیں:

واماالرقص والتواجدفاوّل من احدثه اصحاب السامری لما اتخذلهم عجلا جسد اله خوارقاموا یرقصون حواليه ويتوا جدون فهو دين الكفار وعباد العجل.(مدخل الشرع ج۳ص ۱۰۰)

ترجمہ: ''سب سے پہلے جنھوں نے ناچنے اور جھومنے کو ایجاد کیا تھا وہ سامری اور اس کے ساتھی یہودی تھے جب سامری نے اُن کے لیے ایک بچھڑا تیار کیا تھا جس سے ایک قسم کی آواز آتی تھی وہ یہودی اس کے گرد ناچتے اور جھومتے تھے۔ پس یہ ناچ اور جھومنا کفار اور

ان یہودیوں کی رسم ہے جو بچھڑے کو پوجتے تھے۔"
اس کی تائید یہود کی کتابوں میں بھی ملتی ہے(The Bible Pageant P105)میں(Merlin L.NEFE)مرلین ایل پی ایچ ڈی لکھتے ہیں:

The next day the people gathered before the golden calf to offer sacritices and to bow down in worship. Afterward they joined in singing and dancing at a feast.

ترجمہ: "دوسرے دن تہوار کے موقع پر تمام یہودی اپنے معبود سنہری بچھڑے کی قربانی دینے کے لیے جمع ہو گئے پھر سب نے اس کے آگے سجدہ کیا۔ بعدازاں سب نے مل کر اس بچھڑے کے اردگرد ناچنا اور گانا شروع کیا۔"

اس سے معلوم ہوا جس نے سب سے پہلے ناچ ایجاد کیا تھا وہ سامری اور اس کے ساتھی یہودی تھے۔ پھر یہ رسم یہود و نصاریٰ کی تمام اُمت میں سرایت کر گئی پھر بڑھتے بڑھتے تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اب شومیئ قسمت سے تمام ممالک اسلامیہ میں ناچ کی رسم پھیلی ہوئی ہے۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں جتنی اسلامی سلطنتوں کو زوال آیا ہے ان میں سے اکثر کا باعثِ زوال یہی تھا کہ وہ بادشاہ ناچ گانوں کی محفل میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ (مقدمہ ابن خلدون)

زندیقوں کی اسلام دشمنی:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں "میں بغداد میں ایک ایسی چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقوں نے ایجاد کیا ہے یعنی گانا بجانا۔

یشغلو ابه المسلمین عن کتاب الله و الصلوٰة. (مدخل الشرع ج۳ص ۱۰۰ وجد وسماع)

ترجمہ: تاکہ مسلمان گانے بجانے کے شغل میں لگ کر قرآن اور نماز سے غافل ہو جائیں۔

امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: "امام شافعیؒ کا یہ کہنا کہ یہ چیز زندیقوں نے ایجاد کی ہے بالکل صحیح ہے یہ قول ایک ایسے امام کا ہے جو اصولِ اسلام سے پوری طرح باخبر ہے۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اس رقص و سرود کی طرف شروع میں انہی لوگوں نے دعوت دی تھی جو زندیق یقین کئے جاتے تھے مثلاً ابن راوندی، فارابی اور ابن سینا وغیرہ۔ ابونصر فارابی موسیقی میں بہت ماہر تھا، اس فن کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس نے اپنا ایک علیحدہ طریقہ بھی ایجاد کیا تھا۔ ابن حمدان نے اس کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ فارابی نے جب اپنی موسیقی شروع کی تو ابن حمدان اور ان کے ساتھی رونے لگے پھر سب ہنسنے لگے پھر سب سو گئے۔ انھیں سُلا کر فارابی اپنی راہ چلا گیا۔ ابن سینا نے بھی اپنی کتاب "اشارات" میں مقام عارفین بیان کرتے ہوئے وجد و سماع کی ترغیب دی ہے اور ظاہری صورتوں کے عشق میں وہ باتیں لکھی ہیں جو اس کے اسلاف کواکب پرست اور مشرکین کے طریقہ کے بالکل مطابق ہیں مثلاً ارسطو، برقلس، تھامس طیوس اور اسکندر افرودیسی وغیرہ۔ (رسالہ وجد و سماع ملا امام ابن تیمیہ ص۴۱)

گانا بجانا ایک منحوس فن ہے:

ایک بدترین منحوس واقعہ: شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: ''عربی راگ میں سب سے بڑھ کر گانے والے کا نام طویس تھا۔ یہ طویس ایسا منحوس اور نامبارک شخص تھا، یہ منحوس اُس دن پیدا ہوتا ہے جس دن آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوتا ہے اور اُس کا دودھ چھوٹتا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا انتقال ہوتا ہے اور بالغ اس دن ہوتا ہے جس دن حضرت عمرؓ کا شہید ہوتے ہیں۔ اس کا نکاح اس دن ہوتا ہے جس دن حضرت عثمانؓ شہید ہوتے ہیں۔ اس کے ہاں لڑکا اس دن پیدا ہوتا ہے جس دن حضرت علیؓ شہید ہوتے ہیں۔'' (مدارج النبوۃ ص ۴۹۸)

تجربات اور تاریخی شواہد بھی دلالت کر رہے ہیں کہ جن خاندانوں میں گانے بجانے کی نحوست داخل ہوئی تھی ان کا انجام اچھا نہیں نکلا۔ اکثر قوالوں اور ایکٹروں کی نسلیں غربت وہلاکت کی موت مری ہیں۔ گانے والی طوائفوں کا حشر دیکھ لیجئے جب تک خدوحال کی دمک اور گلوکاری قائم رہتی ہے ان کے لیل ونہار عیش وطرب میں گزر جاتے ہیں اور جب گال لٹک پڑتے ہیں اور بال سفید آنسو رونے لگ جاتے ہیں اور آواز میں پھپ پھپ پیدا ہو جاتی ہیں تو ان کے سب دل پھینک عاشق گیدڑ کی طرح مفرور ہو جاتے ہیں پھر درون خانہ غم ویاس کی خلوتیں یہ الاپتی رہتی ہیں۔ ع ذرا عیش رفتہ کو آواز دینا

ناچ گانے میں شیطانی تصرف اور اُس کے مخفی اثرات:

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: ''اہل مکاشفات میں سے اکثر پر یہ کشف ہو چکا ہے کہ گانے بجانے کی مجلسوں میں شیطان موجود رہتے ہیں۔ شیطان ایسی مجالس میں جس رقاص پر چاہیں مسلط ہو جاتے ہیں اور اسے شیطانی وجد میں مبتلا کر دیتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے بعض حاضرین کے سروں پر بھی ناچنے لگتے ہیں۔ بعض اہل کشف مشائخ نے یہاں تک بھی دیکھ لیا کہ شیطان نے انھیں اٹھا لیا اور انھیں لے کر ناچنے لگا پھر اس نے زور سے چیخ ماردی وہ بھاگ گیا اور یہ ناچنے والا گر پڑا۔ ان امور میں ایسے حقائق پنہاں ہیں کہ ان کا ادراک اور مشاہدہ صرف ایمانی بصیرت والے ہی کر سکتے ہیں لیکن جو شخص شریعت مطہرہ کی پابندی کرتا ہے اگر چہ وہ ان اسرار وحقائق سے واقف نہ ہو پھر بھی ہدایت یاب اور آخرت کی بھلائی کا مالک بن جاتا ہے۔'' (وجد وسماع ص ۷۲)

گانے بجانے والوں پر شیطانی تصرفات کا ذکر احادیث میں بھی آتا ہے:

(۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک گانے والی عورت آئی، اُس نے ایک گانا سنایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب یہ عورت گا رہی تھی تو شیطان اس کے دونوں نتھنوں میں پھونک رہا تھا۔ (رواہ احمد، کف الرعاع ص ۱۵)

(۲) آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی راگ کے ساتھ گانا گاتا ہے تو اس پر دو شیطان مسلط ہو جاتے ہیں جو اپنے پاؤں کے ساتھ اس کے سینہ پر ناچتے رہتے ہیں۔ (طبرانی، طریقہ محمدیہ ص ۱۳۹) (مدخل ج ۳ ص ۱۰۲)

پہلی حدیث میں ذکر ہے کہ شیطان اس کے نتھنوں میں پھونک مار رہا تھا اس سے مقصود حضرت عائشہؓ کو راگ میں شیطانی تصرف

دکھانا تھا تا کہ مسلمان اس سے اجتناب کریں اور دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان گانے والے کے سینہ پر ناچتے ہیں۔اس ناچنے سے مقصود یہ ہے کہ شیطان اپنے باطنی تصرف سے اس کے اندر جذبات شہوانیہ داخل کرتے ہیں۔اسی طرح جب کوئی ناچتا ہے تو انسانی جسم میں بعض ایسی رگیں بھی ہوتی ہیں جن میں شہوانی ارتعاش پیدا ہوکر اسے مست کر دیتا ہے۔طبی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت کے جسم میں بعض ایسے حصے بھی ہیں اگر ان کے ساتھ مساس کیا جائے تو عورت جذبات شہوانیہ میں مست ہو جاتی ہے۔اسی طرح عورت جب رقص کرتی ہے تو اس کے جسم کے وہ حصے جہاں جذبات کی آگ مرکوز ہوتی ہے ناچنے سے ان میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ پھر اس کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ چلتے چلتے یا لیٹے لیٹے بھی کوئی نا کوئی ڈانس کی حرکت کر لیتی ہے۔ان حرکات سے اسے ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے۔اگر اس ناچ کے ساتھ راگ بھی جمع ہو جائے تو پھر یہ جذبات شراب دو آتشہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں پھر وہ بعض دفعہ ایسی مجبور ومضطر ہو جاتی ہے کہ جب تک شہوانی اتصال نہ ہو اس کی عقل بھی ماؤف ہو جاتی ہے۔

ڈارون کا نظریہ ارتقاء:

ڈارون کو تو آپ جانتے ہیں جو نظریہ ارتقاء کا ایک فلسفی مانا جاتا ہے۔اس کا نظریہ ہے کہ انسان ابتداء میں بندر تھا، اراضی اور بحری انقلابوں نے بندر کی ہیئت کذائیہ تبدیل کر کے اسے اب انسان کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے۔

اس کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انسان اور بندر میں حرکات کا ارتعاش اکثر ملتا جلتا ہے۔مثلاً کھودنا، اُچھلنا، پھُدکنا بندر کی فطری طبیعت ہے۔اسی طرح انسان بھی رقص کی حرکات میں ایک لذت محسوس کرتا ہے اور اس سے اس کے جذبات تیز ہوتے ہیں گویا ان دونوں صنفوں میں ارتعاش کے لحاظ سے مساوات پائی جاتی ہے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ابتداء میں بندر تھا۔ڈارون چونکہ اسلامی حقائق سے نابلد تھا اس لیے اس نے انسان کو بندر کے ارتعاش میں تلاش کیا، حالانکہ انسان میں جو رقص سے ارتعاش پیدا ہوتا ہے وہ اختراعی ارتعاش ہے حقیقی نہیں۔انسانی حرکات میں جو حقیقی ارتعاش ہوتا ہے وہ بھی سکون وطمانیت کے صورت ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ صحیح انسانوں کی حرکتِ رفتار کو یوں تعبیر فرماتے ہیں: ''وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا''

ترجمہ: اللہ کے بندے زمین پر پوری متانت ووقار کے ساتھ چلتے ہیں۔

رقص وسرود اور احادیث:

ناچ گانے کی حرمت پر اس قدر احادیث شاہد ہیں اگر انھیں بالاستیعاب جمع کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے۔ چونکہ یہ رسالہ عوام کے لیے ہے اور دوسرے اس میں اختصار مطلوب ہے اس لیے ہر تحقیق میں طوالت سے کام نہیں لے رہا۔

دو احمق آوازیں:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: '' مجھے دو احمق اور بیہودہ آوازوں سے منع کر دیا گیا ہے۔ایک وہ آواز جو لہو ولعب اور مزامیر یعنی

گانے بجانے سے پیدا ہو اور دوسری وہ آواز جو بَین کرتے وقت اور سینہ اور منہ پر پیٹتے ہوئے پیدا ہو۔" (ترمذی) (اغاثۃ اللہفان ص ۱۳۷)

دو ملعون آوازیں:

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں: "دو ملعون آوازیں ہیں۔ ایک آواز وہ جو آلاتِ طرب پر گانے سے پیدا ہو۔ دوسری وہ جو مصیبت میں بین کرنے سے پیدا ہو۔" (اغاثۃ اللہفان ص ۱۳۷)

راگ گانے والا اور سننے والا دونوں ملعون ہیں:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "لعن اللہ المغنی والمغنی لہ" (بیہقی) (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۶۶)

ترجمہ: جو آدمی گانے بجانے کا کام کرے اور دوسرا وہ جو اپنے گھر میں گانے بجانے کا اہتمام کرے ان دونوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

گانے بجانے سے خسف کا عذاب:

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "میری اُمت میں خسف یعنی زمین میں دھنس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسانا اور مسخ یعنی صورتوں کا بدل جانا واقع ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے عرض کیا حضرت! یہ کب واقع ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "جب گانے بجانے کے آلات اور گانے والی عورتیں عام ہوں گی اور شراب حلال ہوگی۔ پھر یہ تینوں عذاب اس اُمت پر وارد ہونے لگیں گے۔" (اغاثۃ اللہفان ص ۱۴۰)

ائمہ حدیث لکھتے ہیں۔ خسف سے مراد زلزلوں کا عذاب ہے کہ بڑے بڑے شہر زلزلوں کی وجہ سے زمین میں دھنس کر ختم ہو جائیں گے۔ آسمان سے پتھر برسنے سے مقصود بمباری بھی ہوسکتی ہے کہ جنگوں کے عذاب سے انسانی آبادی کو تباہ کر دیا جائے گا۔

مسخ اشکال سے مراد یہ ہے کہ انسان دائرۂ انسانیت سے نکل کر درندوں کی عادات میں داخل ہو جائیں گے۔ وحشی جانور تو جنگلوں میں ایک مسکن میں گزارہ کر سکیں گے۔ ان انسانی درندوں سے شریف انسانوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ جس طرح آج کل کے بدمعاش اور راہ زن شریف انسانوں کو آرام سے زندگی نہیں گزارنے دیتے۔

بانسری کی آواز:

حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں: "ایک بار حضرت ابن عمرؓ نے کسی چرواہے کی بانسری کی آواز سُنی تو جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا۔ جب تک وہ آواز سنتے رہے برابر چلتے رہے جب آواز ختم ہوگئی تب سواری کو راستے کی طرف لوٹایا اور بولے کہ میرے سامنے آنحضرت ﷺ نے کسی چرواہے کی بانسری سُنی تھی تو آپ نے بھی یہی عمل فرمایا تھا جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ اس حدیث کے بعد محدث ابن جوزی لکھتے ہیں:

''جب صحابہؓ کا یہ فعل اس آواز پر تھا جو اعتدال سے خارج نہیں کر دیتی تو بھلا اس زمانہ کے راگ باجوں کے بارے کیا کہا جائے۔''
(تلبیس ابلیس ص ۳۰۱)

ابن جوزیؒ تو اپنے زمانہ کے راگ باجوں پر اس قدر ماتم کر رہے ہیں کاش! اگر وہ اس دَور میں ہوتے جہاں گھر گھر ریڈیو اور ٹیلی ویژن، سینما اور ریکارڈنگ کا جال بچھا ہوا ہے تو ہمارے دَور کے بارے میں وہ کیا لکھتے!

جو بُرائی عالمگیر بن جاتی ہے وہ صرف مواعظ اور ترہیب سے نہیں مٹ جاتی بلکہ اس کا علاج اسلامی آئین ہے۔ جب کسی ملک میں اسلامی سلطنت قائم ہو جاتی ہے تو رعایا تعزیر کے خوف سے ہر بُرائی چھوڑ دیتی ہے۔ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

''سلیمان عبدالملک جو رقص وسرود کو پسند نہیں کرتا تھا اس کے دَور میں جتنے گویّے تھے سب کو جمع کر کے حکم دیا کہ انھیں خصّی کر دو۔ پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا: ''اونٹ جب بلبلاتا ہے تو اونٹنی بے خود ہو جاتی ہے۔ بکرا جب جوشِ شہوت میں آ کر آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے۔ کبوتر جب غٹرغوں کرتا ہے تو کبوتری مزے میں آ جاتی ہے اور مرد جب راگ گاتا ہے تو عورت طرب میں آ جاتی ہے۔'' (تلبیس ابلیس ص ۳۰۵)

دیکھئے ایک اچھے حاکم نے کتنی بہترین نصیحت کی اور تمام گانے والوں کو خصّی کر دیا۔ لیکن ہمارے حکام تو راگ سُن سُن کر خود خصّی ہو چکے ہیں ان گانے والوں کو خاک خصّی کریں گے۔

جب مسیحا دشمنِ جاں ہو تو کب ہے زندگی
کون رہبر ہو سکے جب خضر پھسلانے لگے

ناقص صوفی اور رقص وسرود:

ہمارے اکابر اولیاء پر یہ بڑا زبردست اتہام ہے کہ یہ لوگ سرود سنتے تھے آئمہ اولیاء کی کتابوں میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ان کا سماع بہت سخت قیود میں مقید تھا اور اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کسی نے مثنوی یا اچھی نظم کے اشعار صوت حسن میں پڑھ دیئے اور انھوں نے ایک وجدانی حالت میں سن لیے، نہ اس میں آلات طرب استعمال ہوتے اور نہ رقص ہوتا تھا۔ ان قیود کے ساتھ جن ولیوں نے سماع قائم کیا تھا حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے انھیں ناقص ولیوں میں شمار کیا ہے اور حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں جن ولیوں نے سماع سنا ہے ان میں نفسانی شائبہ تھا۔ باقی رہا جن کتابوں میں قوالیوں اور آلات طرب کی روایتیں ملتی ہیں وہ سراسر جھوٹی ہیں۔ اب جو اس زمانہ میں مزاروں پر قوالوں کو بُلا کر باجوں کے ساتھ عشقیہ غزلیں اور نعتیں سُنی جاتی ہیں پھر بعض ناقص صوفی وجد میں آ کر خوب ناچنے لگ جاتے ہیں۔ بعض لوگ اسے حقیقی وجد سمجھتے ہیں اور انھیں اس حال میں معذور جانتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان صوفیوں کے اس اُچھلنے کودنے میں کیا راز ہے؟ شیخ نصیر الدین محقق فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ''صوفی چوں رقص می کند شیطان انگشت در وبر آدمی آرد تا یمین وشمال وثبه زند۔'' (فتاوی برہنہ ص ۹۴)

ترجمہ: "ناقص صوفی جب قوالی میں رقص کرتا ہے تو شیطان اس کے پیچھے سے اپنی انگلی دباتا رہتا ہے تاکہ دائیں بائیں گھوم گھوم کر خوب ناچے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ان صوفیوں کا یہ رقص بالکل ایک شیطانی حرکت ہے۔ (ابوالخیر اسدی غفرلہٗ)

ٹیلی ویژن کے مہلک اثرات:

ہمارے ملک میں تو ٹیلی ویژن کو رائج ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن بعض دوسرے ممالک میں اس کے اثرات شدت سے محسوس کئے جارہے ہیں ہم یہاں ٹیلی ویژن کے طبی اثرات پر بحث کریں گے۔ دنیا کے بعض ماہرین اس امر پر متفق ہیں کہ ٹیلی ویژن اگرچہ بظاہر ایک معصوم اور بے ضرر تفریح ہے تاہم طبی نقطہ نظر سے وہ ناظرین کو کافی نقصان پہنچاتا ہے خاص طور پر بچوں کو کیونکہ ان کا جسم نرم ہوتا ہے اور وہ نشونما کے ابتدائی مدارج سے گزرتے ہوتے ہیں۔

حال ہی میں دنیا کے ایک مشہور ماہر حیاتیات جون ناش اوٹ نے اس موضوع پر اپنی رپورٹ شائع کی ہے۔ یہ شخص اشعاع کا بھی ماہر ہے۔ اشعاع سے مراد وہ غیر مرئی شعاعیں ہوتی ہیں جو بعض چیزوں سے نکلتی ہیں اور ہمارے اعضائے جسمانی میں پہنچ کر ضرر کا سبب بنتی ہیں۔

ٹیلی ویژن کے پردے پر جو عکس بنتا ہے وہ اشعاع کا نتیجہ ہی ہوتا ہے اور جب ہم اور ہمارے بچے گھنٹوں اس کے سامنے بیٹھ کر پروگرام دیکھتے ہیں تو ہمارا جسم اشعاع زنی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رنگین ٹیلی ویژن اور بھی زیادہ نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔ حالیہ تحقیقات مظہر ہیں کہ اشعاع یا تابکاری بچوں کے غدودوں پر برا اثر ڈالتی ہے۔ بڑے بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکتے اور چھوٹے بچوں کو تو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ ٹیلی ویژن سیٹ خواہ دوسرے ہی کمرہ میں رکھا ہو پندرہ فٹ کے فاصلے تک اس کی غیر مرئی شعاعیں نقصان پہنچائے بغیر نہیں رہتیں۔ ڈاکٹر اوٹ کی رائے ہے کہ اگر ایک دیوار کے سہارے ٹیلی ویژن سیٹ رکھا ہوا ہے اور دوسرے کمرے میں اس دیوار کی دوسری طرف کوئی شیر خوار بچہ سو رہا ہے تو اسے سب سے زیادہ نقصان پہنچے گا۔ اس کا سن ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی کبھی ممکن نہیں ہوتی۔

اوٹ کے تجربات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ٹیلی ویژن سیٹ سے نکلنے والی نظر نہ آنے والی شعاعیں غدۂ نخامیہ میں پہنچتی ہیں۔ یہ غدود ہمارے دماغ کے جڑ میں واقع ہوتا ہے، یہ شعاعیں آنکھوں میں تو داخل ہوتی ہی ہیں اور اُن غدودں میں بھی جن سے وہ ہارمون خارج ہوتے ہیں جو ہمارے جسم کا کیمیائی توازن برقرار رکھتے ہیں اور جن پر آنے والی نسلوں کی صحت کا دارومدار ہے۔

ٹیلی ویژن کے ان نادیدہ نقصانات کی طرف مشکل ہی سے کسی کا دھیان جائے گا، لیکن اسی تابکاری سے جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہر سال انتیس ہزار افراد لقمہ اجل ہو جاتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ایکس ریز کی زیادتی سے سرطان پیدا ہوتا ہے تابکاری کا اثر ہمارے جسم میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جمع ہوتا رہتا ہے خواہ وہ ایٹمی تجربات کے نتیجے میں پیدا ہو خواہ ایکس ریز کی شعاعوں کا نتیجہ ہو۔ ایکس ریز سے نکلے یا ٹیلی ویژن سے جس کے شائقین کی تعداد دنیا میں برابر بڑھتی جارہی ہے۔

ماہرین یہاں تک خطرہ محسوس کررہے ہیں کہ ٹیلی ویژن زیادہ دیکھنے سے بچوں کی آنکھوں میں موتیا بند پیدا ہو سکتا ہے اس لیے یہ مطالبہ کیا

جارہا ہے کہ ٹیلی ویژن کے پردے پر شیشے کا ایک سادہ پردہ اور ہونا چاہیئے۔ ایسے سیٹ اب تیار بھی ہونے لگے ہیں۔
تابکاری کے نقصان کا اندازہ آپ کو ایکس ریز کے نقصان رساں اثرات سے ہوسکتا ہے۔ اعداد و شمار شاہد ہیں کہ حاملہ عورتیں اگر ایکس ریز سے اپنا کوئی علاج کرائیں تو ان کے بچے سرطان کا شکار ہو سکتے ہیں ایسے بچوں میں سرطان کی اموات کی شرح چالیس فیصد سے زیادہ رہی۔ حاملہ عورتیں اگر زیادہ ایکس ریز استعمال کرتی ہیں تو ان کے بچے کو خون کی سرطان کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ حاملہ عورتوں کو بھی زیادہ ٹیلی ویژن دیکھنے سے گریز کرنا چاہیئے۔
افسوس کا مقام یہ ہے کہ ہمارے عوام کی اکثریت ان حقائق سے ناواقف ہے اور ہم ترقی کی سیلاب میں بہتے ہوئے ہر جدید ایجاد کو اپنے گھروں میں جگہ دیتے جارہے ہیں۔ ان پڑھ لوگوں کا تو خیر کہنا ہی کیا ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بھی نہیں جانتا کہ اشعاع یا تابکاری کیا ہوتی ہے اور اس کے کیا نقصانات ہیں ہم ذراسی شکایات پر اپنا جسم ایکسرے مشین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں بغیر یہ سوچے سمجھے کہ ایکس ریز ہمارے جسم کی دشمن ہیں انھیں صرف اس وقت استعمال کرنا چاہیئے جب ان کے بغیر چارہ نہ رہے۔
یہی صورت ٹیلی ویژن کی ہے ابھی ہمارے ہاں رنگین ٹیلی ویژن کا رواج شروع نہیں ہوا جو نسبتاً زیادہ نقصان رساں ہے کیونکہ اس سے زیادہ تابکار شعاعیں نکلتی ہیں۔ اگرچہ ٹیلی ویژن پروگراموں کا ایک تعلیمی پہلوں ضرور ہے اور ان سے کچھ سیکھتے بھی ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ ہمارے بچوں کا بہترین وقت چھین لیتے ہیں جو اگر پڑھنے لکھنے پر صرف ہوتا تو یقیناً بہترین نتائج پیدا کرسکتا ہے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہم سب کی توجہ کا طالب ہے۔
طبی نقطہ نظر سے ٹیلی ویژن سیٹ ہسپتالوں میں اور بھی زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ مریض ہر روز گھنٹوں ان کی زد میں رہتے ہیں بلکہ جب وہ سوتے ہیں تب بھی یہ نقصان ختم نہیں ہوتا۔ ٹیلی ویژن سیٹ کے پیچھے سے اور پہلوؤں سے تابکاری زیادہ مقدار میں خارج ہوتی ہے، درمیان میں اگر کوئی دیوار کھڑی ہو تب بھی وہ اس اثر کو روک نہیں سکتی جب تک کہ اس میں سیسہ نہ بھرا ہو اور ایسا ہوتا نہیں۔
ڈاکٹر اوٹ جنھوں نے یہ تحقیقات کی ہیں خود ٹیلی ویژن سیٹ سے محروم ہیں۔ وہ اپنے گھر میں یہ ایجاد نہیں لائے انھیں اپنے بچوں کی فکر لاحق رہتی ہے، یوں بھی وہ ہر بچے کو سیٹ سے پندرہ فٹ یا اس سے زیادہ فاصلے پر رکھتے ہیں اور ایک دن میں ایک سے زیادہ پروگرام نہیں دیکھنے دیتے۔
اس سلسلے میں انسانوں کے علاوہ پودوں اور چوہوں پر دلچسپ تجربات کیے گئے ہیں تابکاری سے پودے بھی مرجھا جاتے ہیں۔ چوہوں پر تجربات کرتے وقت ٹیلی ویژن سیٹ کی آواز تو بند کر دی گئی اور پردے پر ایک سیاہ کاغذ چڑھا دیا گیا تا کہ چوہوں کو سیٹ کی روشنی نظر نہ آئے، تین چار دن بعد چوہوں نے معمول سے زیادہ چستی دکھائی لیکن پھر وہ سست پڑتے چلے گئے اور دس بارہ دن میں ختم ہو گئے۔
چوہے کی عمر عام حالات میں دو سال یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔
امریکہ کے ایک ہوائی مرکز پر رہنے والے ملازمین کے تیس بچوں پر ایک تجربہ کیا گیا، ان کی عمریں تین سے بارہ سال تک کی تھیں اور وہ

سب کے سب مستقل طور پر تکان، دردسر، نیند کی کمی۔ دردِ شکم اور بعض اوقات متلی محسوس کرتے تھے۔ معالجوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا کیوں ہے بہت کچھ پوچھ گچھ کے بعد اُن کے والدین نے یہ بتایا کہ ان کے بچے ہر روز تین سے چھ گھنٹے تک ٹیلی ویژن پروگرام دیکھتے ہیں۔ ہفتہ اور اتوار کو یہ مدت بڑھ کر دس گھنٹے تک پہنچ جاتی ہے۔ معالجین نے سب سے پہلے اسے بند کیا۔

بارہ بچوں کے والدین نے سختی سے اس نسخے پر عمل کیا اور دو تین ہفتوں میں ان کے بچے تندرست ہو گئے۔ اٹھارہ بچوں کے والدین نے ٹیلی ویژن دیکھنے کا وقت گھٹا کر دو گھنٹے روزانہ کر دیا۔ یہ بچے پانچ چھ ہفتے تک مکمل صحت یاب نہ ہو سکے۔ بچوں پر بھی ٹیلی ویژن کی شعاعوں کا وہی اثر ہوتا ہے جو چوہوں پر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر اوٹ کے الفاظ ہیں: ''مجھے پورا یقین ہے کہ تابکاری بہت سے حیاتیاتی اور کیمیائی خطرات کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ سائنس دانوں اور صنعت کاروں کو ان خطرات کا پاس کرنا چاہیئے۔ اور حکومت کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے، صنعت کاروں کو ایسے طریقے معلوم کرنے چاہییں جن سے تابکاری کم سے کم ہو جائے۔ کوئی ٹیلی ویژن سیٹ اس وقت تک بازار میں نہ بھیجا جائے، جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس سے تابکار شعاعیں خطرے کی حد تک باہر نہیں نکلتیں۔'' (بینات ص ۵۶)

فلم بینی اور فحاشی:

فحاشی کی ترویج، شرم وحیا کی تخریب اور قلب ونظر کی بربادی میں جتنا ''فلم بینی'' کو دخل ہے اتنے قبائح اور مضرات آپ کو کسی دوسری فحاشی میں ہرگز نہیں ملیں گے۔ کیونکہ دوسری فحاشیوں میں جتنے فتنے کارگر نظر آتے ہیں ان میں ایک انفرادیت پائی جاتی ہے لیکن فلم میں فحاشی کے تمام اصول وفروع بالاستیعاب پائے جاتے ہیں۔ جیسے عشقیہ گانے، فحش غزلیں، رومانی ڈرامے، سوز وگداز پیدا کرنے والے ترنم آلاتِ طرب کی ولولہ انگیز دُھنیں، عیارحسن کے کھلے ہوئے چہرے، اعضاء شہوانیہ کی عریانی، جذبات ابھارنے والے زرق برق لباس، نوخیز شباب، حیاسوز مساس، مسحور کن رقص، غیر محرم کا بے باکانہ اختلاط۔ یہ سب مسموم مناظر جب فلم کی اسٹیج پر جمع ہو جاتے ہیں تو ادھر دیکھنے والوں کی بھوکی نگاہوں اور جذباتِ شہوانیہ کو ایک آگ لگ جاتی ہے جس سے عفت وحیاء کی دنیا بالکل برباد ہو جاتی ہے۔ اس بربادی کے نتائج آئے دن روزانہ اخباروں میں آپ پڑھتے رہتے ہیں بعض نوجوان ایکٹر بننے کی دھن میں اپنی تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض لڑکیاں خاندانی غیرت اور اسلامی عفت وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر گھروں سے فرار ہو جاتی ہیں۔ فلمی ایکٹرسوں کے دل پھینک عشاق بعض دفعہ اپنا کاروبار چھوڑ دیتے ہیں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ فلمی نشوں میں مست ہو کر اپنی جائیداد کو ختم کر کے عیارانہ زندگی بسر کر لیتے ہیں۔ بعض نامرادوں کو جنھیں فلمی دنیا میں باریابی حاصل نہیں ہوتی خودکشی کر لیتے ہیں۔ بعض لڑکے فلم کے شوق میں گھروں سے چوری کرتے ہیں جب بڑے ہوتے ہیں تو بڑے بڑے ڈاکو بن جاتے ہیں۔ فلم بینی حلال جذبات کو بالکل مجروح کر دیتی ہے۔ اکثر نوجوان اپنی بیویوں سے متنفر ہو جاتے ہیں اور عورتیں اپنے خاوندوں کو بھیانک نگاہوں سے دیکھنے لگ جاتی ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی ازدواجی زندگی بالکل معطل ہو جاتی ہے یا طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے یا دونوں کے جذباتِ زنا کی طرف جھک پڑتے

ہیں۔عورت اپنی تصور میں ایک نیا رومانی رفیق ڈھونڈنا چاہتی ہے اور مرد کسی محبوبہ کے پیچھے سودائی بن جاتا ہے۔اب آپ تہذیب واخلاق کے فلاسفروں اور نفسیات کے ڈاکٹروں اور دانشوروں کی رپورٹیں ملاحظہ فرمائیں کہ وہ فلمی اثرات اور اس کے مہلک نتائج پر کیا رائے رکھتے ہیں اور اقوام مغرب کو اس کی پاداش میں کن کن آفات سے دوچار ہونا پڑا۔ایک امریکن جج لکھتے ہیں: ''جولڑکے اورلڑکیاں ناچ گھر اور فلم میں اکٹھے مل کر جاتے ان میں نو فیصد بوسہ بازی اور ناقابل بیان (INDESCRIBABLE) شرارتوں میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر وہ لکھتے ہیں کئی لڑکیاں بھی لڑکوں کے ساتھ شرارت کرنے میں اتنی بے باک اور تیز ہوتی ہے جیسے بے حیاء لڑکے

Who begins with hugging and kissing go to the limit.

جولڑکے اور لڑکیاں ابتداء میں ناقابل بیان حرکتیں اور بوسہ بازی جیسی شرارتیں کرتے ہیں آخر وہ بے حیائی کے انتہائی اتصال تک پہنچ جاتے ہیں۔''

ایک مشہور یورپی فلاسفر لکھتا ہے: ''ہمارے سینما جرائم اور بدکاری کے آلہ کار ہیں جن سے چوریوں میں ہمیں آسانی ہوتی ہے۔عورتوں کو بھگا لے جانے میں ہمیں کافی مدد ملتی ہے۔فحش کاریوں میں ان مخلوط مجالس سے کافی سہولتیں میسر ہوتی جاتی ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ آج نہ مردوں میں غیرت باقی ہے اور نہ عورتوں میں عفت،ازدواجی زندگی بالکل تباہ نظر آتی ہے نہ ان آزاد عورتوں کو مرد کی پرواہ ہے اور نہ مرد کو عورت کی۔احباب کے لیے آج سب سے بڑا تحفہ بیوی اور بیٹی ہے اور عورت کے لیے سب سے زیادہ مسرور کن نظارہ نگاہِ شہوت ہے۔مسٹر جارج ایلین اپنی کتاب''تمدن''میں لکھتا ہے: ''عزت کے الفاظ عصمت کے متعلق استعمال کیے جاتے ہیں لیکن ہماری عملی زندگی حرام کاری اور آتشک کے لیے وقف ہے۔'' (حجاب الشرعی ص ۲۹)

فلم بینی اور استلذ اذ بالمثل:

فلم بینی کے قبیح نتائج میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے عورتوں میں استلذ اذ بالمثل کا مرض پیدا ہو جاتا ہے یعنی عورت کا کسی دوسری عورت پر فریفتہ ہو جانا، جسے حدیث میں مساحقہ کہا گیا ہے پھر اس سے اجنبی اتصال (Limit) کرنا۔جنسیات کے ایک ماہر لکھتے ہیں: ''نوجوان لڑکیاں بسا اوقات خوبصورت ایکٹرسوں پر ایسی عاشق ہو جاتی ہیں کہ انہیں دین ودنیا تک کی خبر نہیں رہتی اور اکثر اس یکطرفہ عشق کا نتیجہ مایوسی اور پھر خودکشی ہوتا ہے مثلاً فلاڈیفیا میں ایک انیس سالہ نوجوان لڑکی جو ایک متمول اور عالی مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتی تھی اور خود بھی حسین وجمیل اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھی،مس میر گارڈن ایکٹرس پر عاشق ہوگئی۔دونوں کو ایک دوسروں سے ملاقات کرنا کبھی نصیب نہ ہوا۔نوجوان عاشق زار لڑکی ایکٹرس کی تصویر کے سامنے دوزانو بیٹھ جاتی اور اس کی پوجا کیا کرتی پھر اس خیال سے کہ شاید اسے کبھی مس میری گارڈن کی مشاطگی کی مسرت نصیب ہو نوجوان لڑکی نے بال اور ناخن بنانا بھی سیکھے اور آخر کار دل شکستہ ہو کر ریوالور سے خودکشی کرلی۔'' (ترغیبات جنسی ص ۲۲۱)

اس سے بھی زیادہ دلچسپ واقعہ نیویارک میں گزرا ہے۔صورت واقعہ یہ تھی کہ ایک بہت پرانا جہاز راں جو سالہا سال یورپ اور امریکہ

کے درمیان آنے جانے والے جہازوں کی ناخدائی کر چکا تھا بیمار پڑ گیا اور اسے ملاح خانہ(Sailors Home)داخل کر دیا گیا۔اس کا نام جان ویڈ(John) تھا چند روز بعد دل شکستہ ہو کر اسی کپتان نے خودکشی کر لی۔مرنے کے بعد معلوم ہوا کہ کپتان ویڈ درحقیقت ایک عورت تھی اور تفتیش کے بعد اس کے پرائیوٹ کاغذات سے معلوم ہوا کہ وہ خود کسی عورت پر فریفتہ تھی۔خودکشی کا باعث اپنی معشوقہ سے جدائی تھی۔(ترغیبات جنسی ص۲۲)

فلم ڈراموں کے اثرات:

پول بیورولکھتا ہے: ''تیس چالیس سال سے ہمارے ڈرامہ نگار زندگی کے جو نقشے پیش کر رہے ہیں ان کو دیکھ کر اگر کوئی شخص ہماری تمدنی زندگی کا اندازہ لگانا چاہے تو بس یہ سمجھے گا کہ ہماری سوسائٹی میں جتنے شادی شدہ جوڑے ہیں سب خائن اور ازدواجی وفاداری سے عاری ہیں۔شوہر یا بے وقوف ہوتا ہے یا بیوی کے لیے بلائے جان اور بیوی کی بہترین صفت اگر کوئی ہے تو یہ کہ ہر وقت شوہر سے دل برداشتہ ہونے اور ادھر اُدھر دل لگانے کے لیے تیار رہے۔'' (فلم اور فتنہ نگاہ بحوالہ پردہ ص۸۲)

فلموں کے حیاء سوز مناظر:

امیل پوریسی نے اپنی رپورٹ میں متعدد مثالیں پیش کی ہیں جو اس نے مختلف سینماؤں اور ناچ گھروں میں گشت لگا کر جمع کی تھیں ان کے نام اس نے حروف تہجی کے پردے میں چھپا دیئے ہیں۔

''ب''.....میں ایکٹرس کے گیت،تکلمات اور حرکات انتہا درجہ کے فحش تھے اور پردہ پر جو پس منظر پیش کیا گیا وہ بس صنفی اختلاط کے آخری مدارج تک پہنچتے پہنچتے رہ گیا تھا۔ایک ہزار سے زائد تماشائی تھے جن میں شرفاء بھی نظر آتے تھے اور سب عالم بے خودی میں صدا ہائے آفرین و مرحبا بلند کر رہے تھے۔

''ن''.....میں چھوٹے چھوٹے گیت اور ان کے درمیان چھوٹے چھوٹے بول اور ان کے ساتھ حرکات وسکنات بے شرمی کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے،بچے اور کم سن نوجوان اپنے والدین کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے اور پر جوش طریقے سے ہر شدید بے شرمی پر تالیاں بجا رہے تھے۔

''ل''.....میں حاضرین کے ہجوم نے پانچ مرتبہ شور مچا کر ایک ایسی ایکٹرس کے اعادے پر مجبور کیا جو اپنے ایک ایکٹ کو حد درجہ فحش گیت پر ختم کرتی تھی۔

''ز''.....میں حاضرین نے ایسی ہی ایک اور ایکٹرس بار بار فرمائش کر کے ایک نہایت فحش حرکت کا اعادہ کرایا آخر اس نے بگڑ کر کہا تم کتنے بے شرم لوگ ہو دیکھتے نہیں ہو کہ ہال میں بچے بھی موجود ہیں،یہ کہہ کر وہ ایکٹ پورا کیے بغیر ہٹ گئی۔وہ چیز اتنی فحش تھی کہ عادی

مجرمہ بھی اس کی تکرار کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

''ز''..... میں تماشہ ختم ہونے کے بعد ایکٹرسوں پر لاٹری ڈالی گئی۔ لاٹری کے ٹکٹ خود ایکٹرسیں فروخت کر رہی تھیں۔ جس شخص کے نام جو ایکٹرس نکل آئی وہ اس رات کے لیے اس کی تھی۔

پول بیورو لکھتا ہے: ''بسا اوقات اسٹیج پر بالکل برہنہ عورتیں تک پیش کر دی جاتی ہیں جن کے جسم پر کپڑے کے نام کا ایک تار بھی نہ ہوتا۔''
اوڈلف نے ایک مرتبہ فرانس کے مشہور اخبار (TAMPS) میں ان چیزوں پر احتجاج کرتے ہوئے لکھا کہ: ''بس اتنی کسر رہ گئی ہے کہ اسٹیج پر فعل مباشرت کا منظر پیش کر دیا جائے۔''
''سچ تو یہ ہے کہ آرٹ کی تکمیل اسی وقت ہوگی۔'' (فلم اور فتنہ نگاہ بحوالہ پردہ ص ۸۳)

قحبہ خانے اور تھیٹر:

قحبہ خانوں (چکلے) کی ترقی میں تھیٹروں نے بھی کافی تعاون کیا ہے انگلستان کے قحبہ خانوں کی تاریخ میں لکھا ہے:
''شکسپیئر کے زمانہ میں انگلستان میں تھیٹر قحبہ خانوں کے قریب ہوتے تھے یہ وہ زمانہ تھا جب تھیٹر کی زندگی معیوب سمجھی جاتی تھی اور اسٹیج پر کوئی عورت کام نہیں کرتی تھی۔ تماشائی بھی اکثر مصنوعی چہرے لگا کر آتے تھے اس طرح قحبہ خانوں کی طائفوں کو بھی مصنوعی چہرے لگا کر تھیٹر جانے کا موقع مل جاتا تھا۔ جب انگلستان میں دور ملوکیت دوبارہ قائم ہو گیا تو تھیٹروں اور پیشہ ور عورتوں میں اور زیادہ تعلق پیدا ہوا یعنی طوائفیں بھی تھیٹروں میں زنانہ پارٹ ادا کرنے لگیں۔ سترھویں اور اٹھارویں صدی میں فرانس کے اندر مشتبہ چلن کی ایکٹرسیں بہت مشہور تھیں اور تھیٹروں کی غلام گردشوں اور گیلریوں میں ان پیشہ ور عورتوں کا ہجوم نظر آتا تھا۔'' (ترغیبات جنسی ص ۳۵۴)

تباہی کے تین خطرناک اسباب:

ایک محقق دانشور نے تباہی کے اسباب پر اس طرح تحقیق کی ہے جسے امریکہ کے ایک رسالہ نے نشر کیا ہے۔
تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں قوتیں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔

(۱) فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد سے حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت اشاعت میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

(۲) متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں، بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔

(۳) عورتوں کا گرا ہوا اخلاقی معیار جو انکے لباس اور بسا اوقات ان کی عریانی اور سگریٹ کے روز افزوں استعمال اور مردوں کے ساتھ بے باکانہ اختلاط کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے یہ تین چیزیں ہمارے ہاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور ان کا نتیجہ مسیحی تہذیب و معاشرت کا زوال اور آخر کار تباہی ہے۔ اگر ان کو روکا نہ گیا تو ہماری تاریخ بھی روم اور دوسری قوموں کے مماثل ہوگی جن کو یہی نفس پرستی اور شہوانیت ان کی شراب اور عورتوں اور ناچ رنگ سمیت فناء کے گھاٹ اتار چکی ہے۔'' (نظام عفت بحوالہ پردہ ص ۱۰۲)

ناچ رنگ اور طالبات:

امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں طالبات سے دریافت کیا گیا کہ ایک نوارد لڑکی کو یونیورسٹی میں داخل ہونے سے پہلے کن کن امور سے واقفیت ہونی ضروری ہے۔ اس کے جواب میں دوسو لڑکیوں نے جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے: ''لڑکی کو عورت و مرد کے جنسی لوازمات سے پوری واقفیت ہونی چاہیئے اسے یہ بھی معلوم رہے کہ کس طرح ناچنا چاہیئے اور کس طرح سگریٹ پینا چاہیئے، کس طرح شراب کے جام پیئے جائیں اور کس طرح گلے لگ کر ملنا چاہیئے اسے طالبان حسن پر بے وجہ اور ہمہ گیر طور پر یکساں مہربان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اپنے طبعی میلان پر جسے چاہے اختیار کرلے۔ بدمست اور شرابیوں سے معاملہ کرنے کا فن اسے آنا چاہیئے۔ ایک لڑکی نے اس پر یہ اضافہ کیا: ''لپٹنے اور گلے لگنے اور بوسہ بازی کا تجربہ پہلے ہی سے ہونا چاہیئے، تاکہ یونیورسٹی پہنچ کر اس عمل میں ناتجربہ کاری کی بنا پر کوئی رکاوٹ یا شرمندگی لاحق نہ ہو۔'' (تعلیمات اسلام ص ۱۷۷)

عصر جدید کے درپیش اہم مسائل کے اسلامی حل کے لئے دلچسپ علمی تحقیقات پر مشتمل

سہ ماہی ''المباحث الاسلامیہ''

سائنس وٹیکنالوجی کے تحقیقات وایجادات سے پیش آنے والے مسائل کا فقہی حل

امت مسلمہ کو درپیش چیلنجوں کا جواب اور ابہامات واشکالات کا بہترین ازالہ

میڈیکل سائنس کے تحقیق وتخلیق سے پیش آمدہ مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ

کتاب، سنت، اجماع، قیاس، اجتہاد اور علوم فقہ پر دلچسپ علمی تحریریں

ائمہ اربعہ اور بالخصوص امام اعظم ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کے امتیازی فقہی پہلو

اسلامی نظام وقوانین کی امتیازی خصوصیات اور دیگر نظاموں پر اس کی برتری۔

عصر جدید کے فتنوں کا بہترین تعاقب اور دفاع اسلام کی ایک تحریک

اسلامی فکر ونظر کے مختلف ضروری جہات پر علمی مضامین کی اشاعت

سود کے آلائشوں سے پاک اسلامی معیشت اور اسلامی بینکاری سے متعلق بہترین تحریریں

عالمی معیار کا اولین جامع علمی وتحقیقی اسلامی مجلہ باقاعدہ حوالہ جات کے ساتھ

قیمت فی شمارہ 55 روپے سالانہ چندہ 220 روپے

اس خالص دینی، علمی مجلہ کا خریدار بننا، اس کی اشاعت میں تعاون کرنا سب کا بنیادی دینی فریضہ ہے۔

امید ہے کہ اس علمی کام میں ہمارے ساتھ شریک ہوکر عنداللہ ماجور ہوں گے واللہ والی التوفیق

بانی ونگران: مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی (ایم این اے)

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں فون: 0928-331353 فیکس: 331355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com